سوال

(12) کیا زمین گھومتی ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سائنس کہتی ہے زمین چلتی ہے سورج اور چاند ایک جگہ کھڑے ہیں چلتے نہیں ہیں جس طرح ریل گاڑی (ٹرین) میں سفر کرتے ہوئے نظر آتا ہے کہ درخت اور دوسری نظر آنے والی چیزیں چل رہی ہوتی ہیں حالانکہ وہ ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں چلتی ٹرین ہے بعینہ اسی طرح چلتی زمین ہے اور دیکھنے میں یوں آتا ہے کہ سورج اور چاند چل رہے ہیں۔

حالانکہ قرآن کریم میں ہے چاند اور سورج اپنے مستقر کی طرف چلتے ہیں اور پہاڑوں کو اللہ نے زمین کی میخیں بنایا ہے۔ اب یہاں پر قرآن اور سائنس کا ٹکراؤ ہے لہٰذا اس کی وضاحت کی جائے؟ اور اس بات کی بھی وضاحت کی جائے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت جو ہوا میں چلتا تھا وہ بھی سائنس کا کرشمہ تھا نہ کہ معجزہ اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کا معراج بھی ایک سائنس کا کرشمہ تھا اس کے متعلق واضح بیان کریں کہ واقعی یہ واقعات معجزات میں سے تھے یا سائنس کا کوئی کرشمہ تھا۔ اطمینان بخش جواب مطلوب ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق کہ زمین کے متعلق سائنسدانوں کا یہ کہنا کہ زمین چلتی ہے اس کے متعلق انہوں نے کوئی واضح اور ٹھوس ثبوت ابھی تک پیش نہیں کیا ہے اور اگر دلیل مل بھی جائے اور مانا جائے کہ زمین چلتی ہے تو یہ بات قرآن وحدیث کے برخلاف نہیں ہوگی کیونکہ کتاب وسنت میں اس طرح کہیں بھی نہیں ہے کہ زمین ساکن ہے۔ دونوں ماخذ اس کے متعلق خاموش ہیں تو پھر اگر سائنس نے کوئی چیز ثابت کی تو اس سے اسلام یا قرآن وحدیث کو کون سا نقصان پہنچے گا؟ باقی رہی یہ بات کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ سورج چاند نہیں چلتے تو یہ خبر تم نے کسی جاہل سے سنی ہوگی قدیم خواہ جدید سائنسدان چاند کے چلنے کے انکاری نہیں ہیں بلکہ ایک معمولی جاگرافی دان بھی جانتا ہے کہ چاند زمین کے چاروں طرف (ان کے کہنے کہ مطابق) چلتا ہے۔ لہٰذا یہ بات قابل سماعت نہیں ہے البتہ سورج کے متعلق پہلے سائنسٹ چلنے کے انکاری تھے لیکن اس ۲۰ ویں صدی کے سائنسدان تو سورج کے متعلق بھی جانتے ہیں کہ وہ چلتا ہے لیکن اپنے اردگرد اور اپنے ہی مدار میں۔ اور پھر زمین چاند کے اردگرد چلتی ہے آپ کسی اچھے سائنسدان سے معلوم کریں تو وہ بھی اسی بات کا اقرار کرے گا جو قرآن حکیم نے فرمائی ہے۔ یعنی اپنے مستقر کی طرف چلتا رہتا ہے یعنی اس آخری نقطے کی طرف جب وہاں پہنچے گا تو اس کی حرکت ختم ہوجائے گی اور وہ فنا ہوجائے گا آخر اس میں سائنس اور قرآن کو کون سا ٹکراؤ ہے؟

اگر بالفرض سائنس والے سورج کی حرکت کے منکر ہی ہیں تو کیا حرج ہوگا، جو لوگ گرگٹ کی طرح بار بار رنگ بدلتے رہتے ہیں ان کی بات کو کیا اصدق القائلین، علیم، خبیر اور عالم الغیب والشہادۃ کی بتائی ہوئی حقیقت کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے؟ یہ طرز عمل عقل کا دیوالہ نہیں ہے؟ کتاب اللہ کی بتائی ہوئی حقیقت سو فیصد سچ ہے۔ باقی دنیا والوں کی باتیں تو ہر دوسری تیسری سال بدلتی رہتی ہیں۔

ایسے متبدل او متغیر نظریہ کو کتاب اللہ جیسی مضبوط اور حق کتاب کے مقابلہ میں وہی پش کرسکتا ہے جو یا تو بے عقل ہو یا حلاوت ایمان سے عاری ہو۔ بہر حال قرآن کریم کی صداقت ایک ثابت شدہ اور طے شدہ حقیقت ہے جس کی حقیقت کو دنیا کی کوئی ہستی رد نہیں کر سکتی اس کے ہوتے ہوئے بھی سائنس اس معاملہ میں مخالف ہی ہیں تو سوال کس چیز کا؟ باقی رہی بات پہاڑوں کو میخیں بنانے والی تو وہ اس طرح ہے جس طرح کشتی کو کیلوں سے مضبوط کیا گیا ہے اور وہ عمیق پانی کے دریاوں اور سمندروں میں چلتی رہتی ہے، پھر اگر کوئی کہے کہ بڑی بڑی کیلوں کو کشتی کے لیے میخیں بنایا گیا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ کشتی پانی میں کھڑی ہے؟ ہر گز نہیں! بعینہ اسی طرح زمین بھی غیر متناہی فضا میں اللہ تعالی کی قدرت سے لٹکی ہوئی ہے جس طرح اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

اِنَّ للّٰہَ یُمسِکُ لسَّمٰوٰتِ وَ لْاَرْضَ اَن تَزُولَا (فاطر: ٤١)

''بے شک اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کو تھاما ہوا ہے کہ وہ ادھر اور ادھر نہ ہو جائیں۔''

باقی اس پر پہاڑ زمین کے مختلف اوراق اور طبقات کے لیے کیل کی طرح ہیں یا یوں کہیں کہ جس طرح کشتی خالی ہوجاتی ہے تو اوپرنیچے ہوتی رہتی ہے پھر جب اس کے اوپر وزن رکھا جائے گا تو وہ کافی متوازن ہوجائے گی اور طوفانی حالت کے علاوہ میں اتنا اوپرنیچے نہیں ہوگی اسی طرح یہ پہاڑ بھی رب کریم نے زمین پر وزن کے طور پر رکھیں ہیں تاکہ اس کی حرکت متوازن رہے۔ (سائنسدانوں کے کہنے کے موجب) سائنس کے مطابق زمین کشش ثقل کی وجہ سے سورج کے چاروں طرف گھومتی ہے یہ بھی قدرت کی طرف سے ایک انتظام ہے تاکہ پہاڑوں کے بوجھ تلے متوازن رہے اور کشش ثقل کی وجہ سے سورج کی طرف کھینچ کر پاش پاش نہ ہوجائے۔

اس کی مثال سومنات کے مندر والے بت کی ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پر ایک جگہ بت دیکھا جو بغیر رسی اور کنڈی کے اپنی جگہ کھڑا تھا۔ پھر کسی جاننے والے نے ان کو بتایا کہ اس بت کے چاروں طرف اوپرنیچے مقناطیسی سسٹم ہے جس کی کشش چاروں طرف برابر ہے۔ لہذا یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی سپورٹ کے بیچ میں لٹکا ہوا ہے اس کا ثبوت یہ کہ جب اس کی ایک سائیڈ والی دیوار کو گرایا گیا تو وہ بت جا کر دوسری طرف گرا کیونکہ کشش اب غیر متوازن ہوگئی بس اسی طرح ذہن نشین کریں کہ زمین کو سورج کشش کررہا ہے لیکن وہ پہاڑ کے بوجھ کے تلے اپنے ہی مدار پر چلتی رہتی ہے اور اس طرح نہیں ہوتا کہ اس مدار سے نکل کر اور جا کر سورج سے ٹکرائے بلکہ ایک مقرر فاصلہ پر سورج کے ارد گرد چلتی رہتی ہے اور اس مقررہ مدار سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھتی اس حقیقت کو میخوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جو اپنی کم فہمی کی وجہ سے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ استعارہ اور مجاز ہر زبان میں استعمال کیا جاتا ے ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں اپنی بات پر پہاڑ بن کر کھڑا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح پہاڑ مضبوط کھڑا ہے اسی طرح فلاں آدمی اپنی بات یا مؤقف پر مضبوطی سے ڈٹا ہوا ہے اور اس محاورہ پر کوئی معترض نہیں ہے پھر قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہوئے ان کو شرم نہیں آتی آخر قرآن کریم بھی اگرچہ اللہ تعالی کا کلام ہے لیکن ہے تو اسی زبان میں جس میں انسان بات کرتے ہیں۔

لہذا اس کو بھی وہ محاورات اور وہی زبان استعمال کرنی تھی جو زبان مروجہ تھی اس لیے میخوں والے محاورے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ اعتراض محض غفلت اور عجلت کے سبب ہے جس طرح سندھی میں کہاوت ہے۔

''تکڑکم شیطان جو''یعنی عجلت (جلدبازی) شیطان کی طرف سے ہے۔

اور کچھ پڑھے لکھے آدمیوں کو یہ اعتراض کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت سائنس کا کرشمہ تھا یہ واضح قرآن کی تکذیب ہے۔ یقیناً سائنس نے بڑے کرشمہ کر دکھائے ہیں لیکن سلیمان علیہ السلام کے دور میں سائنس کا کوئی وجود نہیں تھا، یہ محض معجزہ ہی تھا اللہ تعالی اپنے نبی کی ہدایت کے لیے ان کو عطا کیا تھا۔ معجزہ نام ہی اسی چیز کا ہے جو بنا اسباب عادیہ وجود میں آئے۔ مثلاً آج کل لوگ ہوائی جہاز کی وجہ سے فضا میں سفر کررہے ہیں لیکن سلیمان علیہ السلام کا معجزہ اس طرح نہیں تھا بلکہ وہ خاص معجزہ تھا۔ جو اللہ تعالی کی طرف سے ان کو عطا کیا گیا۔

کیونکہ اس وقت نہ ہوائی جہاز تھا اور نہ ہی سائنس کا ہنر اور سائنس کی ایجادات۔ لہذا بغیر اسباب کے اللہ تبارک وتعالی کی قدرت سے وجود میں آنے والا کام معجزہ ہوتا ہے۔

دوسری مثال مثلاً انسان کے نطفے سے اولاد پیدا ہوتی رہتی ہے لیکن اس کو کوئی معجزہ نہیں کہتا یعنی اولاد پیدا ہوتے وقت کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں نے یہ بیٹا اپنے کرشمہ سے پیدا کیا ہے کیونکہ اس طرح اولاد کا پیدا ہونا اسباب کے ماتحت ہے جو اللہ تبارک وتعالی نے پیدا کردیئے ہیں۔

تاہم اگر اللہ کی مرضی نہ ہوگی تو اولاد بھی پیدا نہیں ہوگی لیکن اُدھر اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بغیر والد کے پیدا کیا ان کا یہ تولد مبارک بنا اسباب کے معجزہ تھا اور یہ محض اللہ تبارک وتعالی کی قدرت سے ہوا نہ کہ کسی سبب یا ہنر یا سائنس کی زور پر بس اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے بھی اللہ تعالی نے محض اپنی قدرت کاملہ سے ہوا کو ان کے تابع کردیا جس کی وجہ سے ان کا تخت اس میں چلتا تھا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا معراج بھی رب کریم کی قدرت کی ایک نشانی تھی بذات خود کسی کے بس کی بات نہیں کہ وہ اتنی بلندی پر پہنچ سکے لیکن یہ کام مالک الملک کا تھا جو قادر مطلق ہے۔ ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر''

لہذا یہ بھی معجزہ تھا۔ ان باتوں کو سائنس کا کرشمہ قرار دینے والے گمراہی کے عمیق کھائی میں گر رہے ہیں۔ اللہ تعالی سب مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 97

محدث فتویٰ